عورت کی معاشی سرگرمیاں اور عصری سماج: سیرت طیبہ کے تناظر میں

Economic activities of women and contemporary society: A Study in the light of Seerah of the Prophet (PBUH)

ڈاکٹر محمد شہباز منج*

صائمہ شہباز منج**

ABSTRACT:

This paper studies the participation of woman in economic activities in the perspective of seerah of the prophet (Peace be upon him). It explores that in the prophet's period women had been taking part in different economic activities. They had been trading, farming, nursing, sewing etc. Natures of their works prove that every work and job, keeping in view the Islamic concept of modesty, is islamically lawful for present day women. Present day women can participate in different economic activities and support their families economically.

Keywords: woman, economic activities, modesty, seerah.

اسلام نے معاشی ذمے داریاں اصلاً مرد پر ڈالی ہیں، اسی کو ذمے دار قرار دیا ہے کہ وہ اہلِ خانہ کیلئے ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ مگر اسکے ساتھ ساتھ ضرورت کے تحت عورت کی معاشی سرگرمیوں میں شرکت کی بھی اجازت دی ہے۔ وہ اس پر پابندی عائد نہیں کرتا کہ عورت ضرورت کی بنا پر اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی معاشی ضروریات کیلئے کوئی مناسب ملازمت اختیار کرے۔ مسلمانوں کے یہاں مختلف ادوارِ تاریخ میں عورتیں معاشی سرگرمیوں میں شریک ہوتی رہی ہیں۔ عصر حاضر بھی مختلف مسلم معاشروں میں عورتیں مختلف نوعیت کی ملازمتوں اور کاروبار کے ذریعے معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہیں لیکن عورتوں کے معاشی سرگرمیوں میں شریک ہونے کے حوالے سے بہت سے لوگ تحفظات کا اظہار کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ ملازمت پیشہ خواتین کو اخلاقی و شرعی لحاظ سے کمزور حیثیت کی حامل تصور کرتے ہیں، ان پر جملے کستے ہیں، نجی محفلوں میں ان کا مذاق اڑاتے ہیں، ان سے متعلق غیر اخلاقی تبصرے کرتے ہیں، ان کو ہوس پرستانہ نگاہوں اور رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس مسئلے کی اصل یہ ہے کہ بہت سے لوگ عورتوں کی ملازمت یا ان کے گھر سے باہر نکل کر کوئی کام کرنے کو اخلاقی و شرعی لحاظ سے قبیح خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ بات واضح ہو جائے کہ عورتوں کے کام یا کوئی ملازمت اور پیشہ اختیار کرنا شرعی حوالے سے قبیح نہیں بلکہ مندوب ہے، تو اس غلط خیال کو خاتمہ ہو جائے اور

*Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Sargodha. Email: drshahbazuos@hotmail.com

**Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sargodha.

معاشی سرگرموں میں شریک عورتوں کے مسائل بھی کم ہو جائیں۔ عورتوں کے معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ عہدِ نبوی ﷺ میں عورتیں معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں یا نہیں؟ ان کی روشنی میں عصرِ حاضر کی عورتوں کیلئے کیا رویہ سامنے آتا ہے؟ ہم قرآن وحدیث اور سیرت طیبہ کے حوالے سے چند عنوانات کے تحت گفت گو کریں گے۔

عورت کا کمانا از روئے قرآن وحدیث جائز ہے:

عورت کا کمانا یا کسی معاشی سرگرمی میں حصہ لینا ناجائز یا غیر اخلاقی کیوں کر ہو سکتا ہے جب کہ قرآن نے خود عورت کے کمانے اور معاشی سرگرمی میں حصہ لینے کا تذکرہ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ [1]

ترجمہ: مردوں کیلئے اس میں سے حصہ ہے جو انھوں نے کمایا اور عورتوں کیلئے اس میں سے حصہ ہے جو انھوں نے کمایا۔

حضور ﷺ نے نہ صرف عورتوں کو کمانے کی اجازت دی بلکہ بہ وقتِ ضرورت عورتوں کو کمانے کے ساتھ ساتھ اپنی کمائی کو اپنے خاوندوں پر خرچ کرنے کی بھی اجازت دی اور اس عمل کو صدقہ قرار دیا۔ حضرت علقمہ سے روایت ہے:

اِنَّ زَيْنَبَ الْاَنْصَارِيَّةَ اِمْرَأَةُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَزَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةَ اِمْرَأَةُ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ اَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَسْأَلَانِهِ النَّفَقَةَ عَلٰی اَزْوَاجِهِمَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ نَعَمْ لَكُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الصَّدَقَةِ وَاَجْرُ الْقَرَابَةِ۔[2]

ترجمہ: زینب انصاریہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابی مسعود اور زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابن مسعود، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور دریافت کیا کہ کیا وہ اپنی آمدنی خاوندوں پر خرچ کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے دوہرا اجر ہے، صدقے کا اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کا۔

عورتوں کے لیے باہر کے کام کا شرعی جواز:

عورتوں کیلئے گھر سے باہر کے کاموں کے ناجائز ہونے کا تصور ہر گز درست نہیں۔ تہذیب کی ابتدا ہی سے عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی رہی ہیں۔ خصوصاً جس وقت مردوں کی تعداد کم ہوتی تھی، عورتیں اپنے شوہر اور والد کے ساتھ چارہ خشک کرنے اور جانوروں کو کھیتوں میں چرانے کے کاموں میں مشغول رہتی تھیں، وہ صبح اور دوپہر کے وقت کھیتوں میں کھانا لاتی تھیں اور دوسرے کام کرتی تھیں۔ اس سلسلے کی ایک اہم مثال حضرت موسیٰؑ اور حضرت شعیبؑ کی بیٹیوں سے متعلق واقعہ کی ہے، جو سورہ القصص میں ذکر ہوا ہے۔ یہ لڑکیاں ریوڑ چراتی تھیں اور چرواہوں کے آنے سے پہلے اپنے جانوروں کیلئے کنویں سے پانی نکالتی تھیں۔

عہد نبوی ﷺ میں عورتوں اور لڑکیوں کو گھر سے باہر کام اور ضرورت کی بنا پر گھر سے نکلنے کی آزادی رہی ہے، اور یہ آزادی حجاب اور اور پردے کے احکام کے نزول و نفاذ کے بعد بھی تھی۔ مختلف روایات یہ ثابت کرتی ہیں کہ خواتین عہدِ رسالت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں گھر سے باہر کے بھی مختلف کام سرانجام دیتی تھیں۔ سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت

علی، عقیل اور جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی والدہ تھیں،ان کے حوالے سے روایت ہے: حضرت علی نے بیان کیا کہ میں نے اپنی والدہ سے پوچھا کیا آپ اس پر رضامند ہیں کہ فاطمہ (میری بیوی) کنویں سے پانی لائے اور گھر سے باہر کے کام سنبھال لے اور گھر کے کام چکی پیسنا وغیرہ اور آٹا گوندھنے کا کام آپ سنبھال لیں۔[3]

عہد نبوی میں خواتین کی معاشی سرگرمیاں اور عصرِ حاضر کیلئے سبق:

عورت کے ملازمت یا کوئی معقول پیشہ اختیار کرنے کے غیر معیوب بلکہ مندوب ہونے کا تصور اس سے بھی نکھر کر سامنے آتا ہے کہ حضور ﷺ کے عہدِ مبارک میں بھی عورتیں مختلف کام کرتی تھیں اور مختلف نوعیت کی معاشی سرگرمیوں میں شریک ہوتی تھیں۔ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں، جن سے ایک طرف یہ واضح ہوگا کہ قرونِ اولیٰ میں عورتیں مختلف معاشی سرگرمیوں میں شریک ہوتی تھیں اور دوسری طرف یہ حقیقت کھل کر سامنے آئے گی کہ شرعی حجاب وحیا کو ملحوظ رکھتے ہوئے عورتوں کو ہر نوع کی معاشی سرگرمیوں میں شرکت کی اجازت ہے اور عہدِ نبوی ﷺ کے معاشرے میں اس حوالے سے ہرگز وہ رویہ نہیں پایا جاتا تھا، جو آج کل عورتوں کی معاشی سرگرمیوں کے حوالے ہماری سوسائٹی کے بہت سے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔یہ مثالیں مختلف شعبوں اور معاشی سرگرمیوں سے متعلق ہیں جو موجودہ دور میں اسی نوعیت کی سرگرمیوں کے حوالے سے رہنما اصولوں کا کام دیتی ہیں:

تجارت:

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین تاجرات موجود تھیں وہ مردوں کی مانند تجارتی سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں[4] ۔حضرت خدیجہ بنت خویلد سے نبی اکرم ﷺ نے شادی کے سلسلے میں اپنے ایک ساتھی اور ہم عمر حضرت عبداللہ بن حارث ہاشمی کے ساتھ بازار یا ان کے مقامِ تجارت پر ملاقات کی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے "الطبقات الکبریٰ" میں مذکور ہے:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک معزز، شریف، بڑی دولت مند اور تاجرہ خاتون تھیں،آپ مالِ تجارت بھیجا کرتی تھیں۔عوام قریش کے اونٹوں پر جس قدر مال ہوتا تھا،اسی قدر تنہا ان کے اونٹوں پر ہوتا تھا۔آپ مردوں سے تجارت کرایا کرتی تھیں۔سرمایہ آپ کا ہوتا تھا اور نفع میں آپ اور آپ کا شریک مرد دونوں برابر کے حصے دار ہوتے تھے۔حضور ﷺ پچیس سال کے تھے اور مکہ میں امین کے لقب سے پکارے جانے لگے تھے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ میرے غلام میسرہ کے ساتھ میرا تجارتی مال ملک شام لے جاکر فروخت کریں، میں جو کچھ آج تک اپنے شرکا کو دیتی آئی ہوں اس سے دوگنا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گی۔رسول اللہ ﷺ نے آپ کی درخواست قبول کرلی اور آپ ﷺ حضرت خدیجہ کا مالِ تجارت لے کر بصریٰ کی منڈی پہنچ گئے،وہاں تمام سامان فروخت کیا اور وہاں سے دوسرا سامان خرید کر واپس لوٹے۔اس دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دوگنا فائدہ ہوا اور آپؓ نے رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں مقررہ مال سے دگنا پیش کیا۔[5]

حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ بہت سی دوسری خواتین بھی اپنے ذرائع آمدنی رکھتی تھیں اور مختلف

طریقوں سے کماتی تھیں۔ حضرت قیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: اِنِّیْ اِمْرَأَۃٌ اَبِیْعُ وَاَشْتَرِیْ۔[6]

ترجمہ: میں ایک ایسی عورت ہوں، جو مختلف چیزوں کو بیچتی بھی ہوں اور خریدتی بھی ہوں۔

حضرت ہالہ بنت خویلد، حضرت خدیجہ کی بہن تھیں، چمڑے کی کھال کی تجارت کرتی تھی، اسی طرح خولہ، ملیکہ اور ام ورقہ رضوان اللہ علیہن اجمعین وغیرہ عطریات کی تجارت کرتی تھیں۔ اسماء بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عمر فاروق کے دور میں عطر کا کاروبار کرتی تھیں۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا "العطارہ" کے نام سے مشہور تھیں۔ رسول اکرم ﷺ کے خانہ مبارک میں آتی تھیں اور عطر فروخت کیا کرتی تھیں، رسول اللہ ﷺ آپ کو آپ کے عطروں کی خوشبوؤں سے پہچان لیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ ان سے عطر خریدا کرتی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے گھر میں پایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: تم لوگوں نے ان سے کچھ خریدا بھی ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہانے فرمایا کہ آج وہ کاروبار کی غرض سے نہیں آئیں، اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کی شکایات کا ازالہ فرمایا۔[7]

حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا، مشہور صحابی حضرت سائب بن اقرع ثقفی کی والدہ، عطر فروشی کا کام کرتی تھیں۔ ان کے فرزند سائب ثقفی کا بیان ہے کہ ایک بار میری والدہ حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عطر فروشی کے ارادے سے پہنچیں۔ آپ ﷺ نے عطر خریدنے کے بعد ان سے ان کی ضرورت وحاجت کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے عرض کیا کہ حاجت تو کوئی نہیں لیکن میرے چھوٹے بچے کیلئے جو ان کے ساتھ تھا، دعا فرمادیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔[8]

روایات کے مطابق عہد نبوی ﷺ میں خواتین عطایا کی فروخت کا کام بھی کرتی تھیں۔ کسی غزوے میں ام سنان اسلمی رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم ﷺ نے اپنی سواری کا ایک اونٹ ہدیہ کر دیا تھا، جسے انھوں نے مدینہ پہنچ کر سات دینار میں فروخت کر دیا تھا۔ غزوۂ خیبر میں 20 خواتین کو عطایا ملے تھے اور غزوۂ حنین اور فتح مکہ وطائف میں بھی ان کو کافی چیزیں ملی تھیں، جس کو انھوں نے فروخت بھی کیا تھا۔ موہوبہ یا عطاشدہ اموال کو نقد بیچ کر دوسری ضروری چیزیں خریدنے کا رجحان مردوں کے علاوہ خواتین میں بھی تھا۔ بسااوقات وہ منقولہ اسباب واموال کے علاوہ غیر منقولہ جائیدادیں بھی خریدتی بیچتی تھیں۔

ان امثلہ سے واضح ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں خواتین تجارتی سر گرمیوں میں بھرپور حصہ لیتی تھیں۔ وہ مختلف چیزوں کی تجارت کرتی تھیں، جس کیلئے جس چیز کی خرید وفروخت میں آسانی یا سہولت ہوتی وہ آزادی کے ساتھ اس کی خرید وفروخت کر لیا کرتی تھیں۔ ان مثالوں میں عصرِ حاضر کیلئے یہ سبق ہے کہ عورتیں حدود وقیود کے ساتھ ہر نوع کی تجارتی سر گرمیوں میں حصہ لے سکتی ہیں۔

صنعت وحرفت اور مزدوری:

عہدِ رسالت ﷺ اور عہدِ خلفاے راشدین میں بہت سی خواتین فنی مہارت رکھتی تھیں اور مختلف کاموں میں اپنے فن اور صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی کہ طبعی موت مرنے والے

جانوروں کی کھال کو دباغت کے بعد استعمال کر لیا جائے[9]۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کچھ لوگ گدھے کے برابر بھیڑ کو لیکر آنحضرت ﷺ کے قریب سے گزرے، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم اس کی کھال کو استعمال کیوں نہیں کرتے۔ انھوں نے کہا کہ یہ طبعی موت مری ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: پانی اور فلاح درخت کے پتے اس کی جلد کو پاک کر دیتے ہیں[10]۔ زوجہ رسول حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جانوروں کی کھالوں کو دباغت دیا کرتی تھیں۔ فرماتی ہیں: ایک مرتبہ ہماری ایک بھیڑ مر گئی اور ہم نے تازہ اتری ہوئی کھال کو دباغت دیا پھر اس میں کھجوریں بھر دیں[11]۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اسدی خزیمی ام المومنین ایک دستکار خاتون تھیں۔ طرح طرح کی چیزیں تیاری کرتی تھیں اور ان کو فروخت کر دیتیں۔ البتہ ان کو جو آمدنی ہوتی اسے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا کرتی تھیں۔ گویا وہ صرف صدقہ و خیرات کے لیے حرفت و دستکاری سے وابستہ تھیں۔[12]

مختلف خواتین بالخصوص انصاری خواتین کے کاریگر غلاموں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ان میں سے ایک انصاری خاتون کا نجار (بڑھئی) غلام تھا جو نجاری کا کام کر کے چیزیں بناتا اور فروخت کرتا تھا اور آمدنی مالکہ کو ملتی تھی۔ اسی انصاری خاتون نے رسول اکرم ﷺ کی فرمائش پر یا از خود ایک عمدہ منبر بنا کر خدمتِ اقدس میں پیش کیا تھا جس پر آپ ﷺ کھڑے ہو کر خطبات جمعہ وغیرہ دیا کرتے تھے[13]۔ "بہت سی عورتیں اجرت اور مزدوری پر بھی کام کیا کرتی تھیں۔ ان کا کام ہنر اور مہارت سے زیادہ صرف محنت پر مبنی تھا جیسے فتح مکہ کے موقع پر حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک عورت کی خدمات حاصل کر کے اس کے ذریعے ایک خط اکابر قریش کو بھیجا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے جاسوس نے اس سے بروقت حاصل کر لیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق حضرت حاطب نے اس اجیر عورت کو دس دینار (سو درہم) کی خطیر رقم بطور اجرت دی تھی۔[14]

عہدِ نبوی ﷺ میں متعدد عورتوں کے چرواہی کے کام کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابن مسعود کی والدہ بھی یہ کام کرتی تھیں اور گھروں میں خادمہ کا کام انجام دیتی تھیں، چرواہوں اور گھریلو خدمات انجام دینے والیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ یہ اصلاً قانونی پیشہ تھا۔ چرواہی سے وابستہ دوسرے کام باڑے سے دودھاری جانوروں کا دودھ دوہنا اور مالکوں کے گھروں میں پہنچانا تھا۔ بعض باندیوں اور آزاد عورتوں کے نجی کام کے علاوہ پیشہ ور چرواہیاں ہی یہ کام کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی کئی باندیاں جیسے سلمیٰ اور ام ایمن وغیرہ کے علاوہ بہت سے مکی اور مدنی اکابر کی چرواہیاں یہ کام انجام دیتی تھیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک مولاۃ حضرت وجیہہ رضی اللہ عنہا بھی اُن میں سے ایک تھیں۔[15]

اس سے خواتین کے صنعت و حرفت کے حوالے سے معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی عورت صنعت جانتی ہو یا محنت مزدوری کے قابل ہو اور اس کے ذریعے اپنے خاندان کی مدد کرنا چاہتی ہو تو اس کا ایسا کرنا شرعاً جائز ہوگا۔

زراعت و کاشت کاری:

حضرت جابر کی خالہ کے بارے روایت میں آتا ہے کہ انھیں نبی اکرم ﷺ نے عدت کے دوران بھی اس بات کی اجازت

دے دی کہ جاؤ کھجور کے درختوں سے پھل اتارو۔ ہو سکتا ہے کہ تم صدقہ کر دو اور ثواب کی حق دار بنو[16]۔ حضرت اسماءبنت ابو بکر رضی اللہ عنہا گھر کا کام کاج بھی کرتی تھیں اور اپنے کھیتوں سے گھوڑے کا چارہ اور کھجور کی گٹھلیاں سر پر لایا کرتی تھیں۔ان کا بیان ہے کہ حضرت زبیر سے میرا بیاہ ہو چکا تھا، لیکن ان کے پاس ایک پانی لادنے والے اونٹ اور گھوڑے کے سوا نہ کسی قسم کا کوئی مال تھا، نہ خادم اور نہ کوئی دوسری چیز۔ میں خود ہی ان کے گھوڑے کو چارہ دیتی، پانی پلاتی اور ان کا ڈول بھرتی، گھر کا کام کاج بھی خود کرتی، خود ہی آٹا گوندھتی اور روٹی پکاتی، روٹی اچھی نہ پکا سکتی تھی، پڑوس میں انصار کی کچھ عورتیں تھیں، جو اپنی دوستی میں بڑی مخلص ثابت ہوئیں، وہ میری روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کو میرے مکان سے دو میل کے فاصلے پر ایک زمین کاشت کرنے اور فائدہ اٹھانے کیلئے دی تھی، وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں لایا کرتی تھی، ایک دن میں نے اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیوں کی ٹوکری لا رہی تھی کہ راستے میں حضور ﷺ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا تاکہ اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیں، لیکن چونکہ آپ ﷺ کے ساتھ انصار کے بعض افراد بھی تھے، اس لیے مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم محسوس ہوئی۔ حضرت زبیر کی غیرت کا خیال آیا کہ وہ سب سے زیادہ غیرت مند ہے۔ چنانچہ پس و پیش کرنے لگی تو حضور ﷺ بھانپ گئے اور آگے بڑھ گئے۔ سارا واقعہ حضرت زبیر سے ذکر کیا گیا۔ حضرت زبیر نے فرمایا: واللہ! تمہارا گٹھلیوں کا لانا مجھ پر بہت شاق گزرتا ہے۔ پھر حضرت ابو بکر نے گھوڑے کی نگہداشت کیلئے ایک خادم بھیجا جس کی وجہ سے مجھے اس بار سے نجات ملی۔[17]

سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کھیتوں میں سلق (ایک سبزی) بویا کرتی تھی، جمعہ کے روز دو سلق کی جڑیں نکالتی اور برتن میں ڈال لیتی اور اس میں جو ملا کر اس کو پکا لیتی، یہ غذا غذائیت میں گوشت کا نعم البدل ہوتی۔ جمعے کی نماز کے بعد ہم اس عورت کے گھر ہم اکٹھے ہو جاتے، اور وہ عورت ہمیں یہ خوراک پیش کرتی، ہم اس عورت کا شکریہ ادا کرتے اور اسی وجہ سے جمعے کا انتظار کرتے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

كَانَتْ فِيْنَا اِمْرَأَةٌ ‘‘ تَجْعَلُ عَلٰى اَرْبَعَا فِيْ مُزْرَعَةٍ لَّهَا سِلْقًا فَكَانَتْ اِذَا كَانَ يَوْمُ جُمُعَةٍ تَنْزِعُ اُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهٗ فِيْ كِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِنْ شَعِيْرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُوْنُ اُصُوْلُ السِّلْقِ عَرْقَهٗ ‘ وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ[18]

آپ ﷺ کی ایک باندی ریحہ نامی جو بنو قریظہ کی اسیر جنگ تھیں، صدقات کے باغات میں سے ایک میں کام کرتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے جھونپڑے میں کبھی کبھی قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ مرض الوفاۃ کا آغاز وہیں سے ہوا تھا۔[19]

یہودِ مدینہ میں دو قبیلوں بنو نضیر اور بنو قریظہ کے باغات زرعی جائدادیں اسلامی ریاست کے قبضے میں آئیں تو ان میں سے بیشتر مہاجرین کو ملیں اور بعض محتاج و نادار انصار کو بھی عطا کی گئیں۔ ان کے علاوہ خیبر، فدک، وادی القریٰ اور تیماء وغیرہ کی زرعی جائیدادوں کا معاملہ تھا۔ ان میں سے متعدد بلکہ سب میں خواتین کام کرتی تھیں اور بعض کی وہ مالک بھی تھیں۔ یہودی کاشتکاروں، باغ کے مالکوں، دوسرے زرعی پیشہ والوں کے ہاں انصاری خواتین مزدوری کا کام عہد جاہلیت سے کرتی آ رہی تھیں اور اسلامی عہد میں بھی یہود مدینہ کی

جلاوطنی کے زمانے تک کام کرتی رہیں۔[20]

آج کل بھی مختلف علاقوں اور قوموں میں عورتیں زراعت و کاشت کاری میں حصہ لیتی ہیں۔ یہ چیز کسی طرح خلاف شریعت نہیں۔ عہدِ نبوی ﷺ کی امثلہ سے واضح ہے کہ مختلف عورتیں کھیتی باڑی کے مختلف کاموں میں حصہ لیا کرتیں، حضور ﷺ نے کبھی ان عورتوں کو زرعی کاموں سے منع نہیں فرمایا۔

کتابت وخیاطت:

عہدِ رسالت میں کتابت ایک بہترین فن تھا۔ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی اس فن میں مہارت رکھتی تھیں اور دوسری خواتین کو سکھاتی بھی تھیں۔ حضرت شفاءبنت عبداللہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تم انھیں زخموں کا جھاڑ پھونک نہیں سکھا رہی ہو، جس طرح لکھنا سکھاتی ہو۔[21]

متعدد روایات وواقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ عہد رسالت اور عہد خلفاے راشدین میں خواتین کپڑے سینے کا ہنر جانتی تھیں۔ صحابہ کرام کی بہت سی باندیاں خیاط تھیں یا کپڑا بننے والیاں تھیں۔ خیاطی، نجاری، نساجی اور ایسے بہت سے کام عورتوں سے متعلق تھے۔ امام بخاریؒ کے کتاب اللباس میں والقسی کے ترجمۃالباب میں لکھا ہے کہ قسیہ، قسی (ریشمی) کپڑا شام سے یا مصر سے آتا تھا،اور عورتیں اس کو اپنے شوہروں کیلئے قطائف یعنی چادروں کی مانند پھیلا کر بنا کرتی تھیں[22]۔ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی کے مطابق یہ واضح حقیقت ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں بھی کپڑے سے سیے جاتے تھے اور ان کے سینے والے اور سینے والیاں بھی تھیں۔ روایات واحادیث میں ہر حال میں خیاط اور خیاطی دونوں کا ذکر ملتا ہے،اوران کے طبقات کا بھی۔ان سے معلوم ہوتا ہے کہ عام کپڑوں کو سینے والوں، والیوں کا ایک گھریلو طبقہ تھا، جو زیادہ تر خواتین پر مشتمل ہوتا ہے۔ گھریلو کپڑا بننے والیوں میں رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات بھی شمار کی جاسکتی ہیں اور دوسرے طبقات کی خواتین بھی، کہ وہ جس طرح کپڑا بننے کی صنعت وحرفت جانتی تھیں اسی طرح ان کا سینا بھی جانتی تھی۔ مثلاً حضرت عائشہ کے حوالے سے روایت میں آتا ہے کہ ایک آنے والا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ آپ اپنا نقاب سی رہی تھیں۔ اس نے کہا: ام المومنین! کیا اللہ تعالی نے مال ودولت کی فراوانی نہیں فرمادی؟ فرمایا: چھوڑ دو ان باتوں کو، وہ نئے کپڑوں کا حقدار نہیں جو پرانے کپڑے استعمال نہ کرے۔[23]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کیلئے لکھنے پڑھنے، اس کی تعلیم، اور سلائی کڑھائی وغیرہ کے کام خلاف شرع نہیں حضور ﷺ کے زمانے میں عورتیں اس نوعیت کے کام کیا کرتی تھیں، نہ صرف عام عورتیں بلکہ ازواج مطہرات بھی اس نوعیت کے کام کرتی تھیں۔ سیرت طیبہ اور شریعت اسلامیہ کی پوزیشن یہ ہے کہ عورتیں سلائی کڑھائی کا کام بھی کر سکتی ہیں اور تعلیم و تعلم کی بھی۔

چرخہ کاتنا اور کپڑا بننا:

عرب میں چرخہ کاتنے کا عام رواج موجود تھا۔ سوت کاتنا اور پھر اس کی بنائی کر کے کپڑا تیار کر کے بیچنا خواتین کی اہم معاشی

سر گرمی تھا خواتین خانہ اپنے لیے بھی کپڑا بنتی تھیں اور اپنے اس ہنر کے ذریعہ رزق حلال بھی کماتی تھیں۔ عہد رسالت اور عہد خلفائے راشدین میں متعدد خواتین ایسی تھیں جو اس میں مہارت رکھتی تھیں اور انہوں نے اس کو بطور پیشہ اختیار کیا تھا۔ حضرت خولہ بنت قیس بیان کرتی ہیں کہ ہم عہدِ رسالت اور عہد صدیقی میں اور شروع عہد فاروقی میں مسجد میں آپس میں دوستی کیا کرتی تھیں اور کبھی چرخہ بھی کات لیا کرتی تھیں اور کبھی بعض عورتیں کھجور کے پتوں سے کوئی چیز بنالیا کرتی تھیں۔[24]

سیدہ فاطمہ بنت ولید رضی اللہ عنہا کے متعلق مذکور ہے 'وہ (فاطمہ بنت ولید) سالم مولیٰ ابو حذیفہ کی زوجہ تھیں، اولین مہاجرات اور قریش کی بہترین عورتوں میں سے تھیں' وہ خود بیان کرتی ہیں:

كَانَتْ فِي الشَّامِ تَلْبَسُ الْجِبَابَ مِنْ ثِيَابِ الْخَزِّ[25]

ترجمہ: جب میں شام میں تھی تو اپنے جبے ریشمی کپڑے سے بناتی تھی۔

اس زمانے میں بہت سی خواتین اور مرد اپنے گھروں میں اپنی ضرورت بھر کا کپڑا بنالیا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض کا یہ پیشہ بھی تھا اور اس کے ذریعے وہ کمائی بھی کرتے تھے۔ عام طور پر ایسے کاریگر مرد و خواتین شہروں اور گاؤں دونوں مقامات پر پائے جاتے تھے[26]۔ قومی کاروانِ قریش میں مکہ کی خواتین نے سوت کات کات کر اور کپڑے بن کر بیچے تھے اور ان سے حاصل شدہ آمدنی قومی کاروان میں لگائی تھی۔ یہ قومی کاروانِ قریش، غزوۂ بدر میں مکہ سے شام بھیجا گیا تھا، جس میں تمام باشندگانِ مکہ نے بہت زیادہ سرمایہ لگایا تھا، اس میں سرمایہ کاری کرنے والی متعدد خواتین بھی تھیں۔[27]

ان مثالوں کی روشنی میں موجودہ زمانے کے کپڑے اور ٹیکسٹائل وغیرہ کے کاموں کا عورتوں کے لیے شرعی جواز ثابت ہوتا ہے۔ ظاہر ہے اُس زمانے میں کپڑے بننے کے جو سادہ طریقے میسر تھے، وہی اختیار کیے جاسکتے تھے، آج اگر اس نوعیت کے کام مشینوں کے ذریعے ہوں اور خواتین ان سر گرمیوں میں حصہ لیں تو یہ کسی طرح غیر اسلامی نہیں گا۔

طبابت و جراحت:

عہدِ رسالت ﷺ اور عہد خلفائے راشدین میں خواتین کی ایک سر گرمی زخمیوں کا علاج معالجہ بھی کرنا تھا۔ اس دور میں بھی متعدد ماہرات طب و جراحت تھیں جو اس شعبہ میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرتی تھیں۔ سیدہ رفیدہ انصاریہ، ام سلیمہ، ام مطاع، ام کبشہ، حمنہ، بنت جحش، معاذہ لیلیٰ، امیمہ، ربیع بنت معوذ، ام عطیہ، ام سلیم رضوان اللہ علیہن اجمعین کو طب اور جراحت میں مہارت حاصل تھی۔ یہ جنگ و امن میں مریضوں کا علاج اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ ایک روایت میں مذکور ہے:

رَفِيْدَةُ الْاَنْصَارِيَّةِ اَوِالْاَسْلَمِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِجْعَلُوْهُ' فِيْ خَيْمَةِ رَفِيْدَةَ الَّتِيْ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى اَعُوْدَهُ' مِنْ قَرِيْبٍ وَّكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَدَوِى الْجَرْحِيْ وَتَحْتَسِبُ بِنَفْسِهَا عَلٰى خِدْمَةٍ مَّنْ كَانَتْ بِهٖ ضَيْعَة'' مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔[28]

ترجمہ: رفیدہ انصاریہ یا اسلمیہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے رفیدہ کے خیمے میں لے جاؤ، جو مسجد کے پاس ہے، تاکہ

قریب ہونے کی وجہ سے میں ان کی عیادت کیا کروں اور وہ مسلمان زخمیوں اور مریضوں کا علاج مفت کیا کرتی تھیں۔

اس دور میں خواتین نے دو طرح سے اس شعبے میں کام کیا۔ ایک غزوات و مہمات میں خواتین شامل تھیں۔ ان کی شمولیت کا ایک خاص مقصد مجاہدینِ اسلام کا مفت علاج معالجہ کرنا تھا، کیونکہ راہِ خدا میں خدمت کو خواتین نے اپنا شعار بنالیا تھا۔ غزوات و مہمات کے علاوہ امن وامان کے زمانہ اور عام حالات میں پیشہ ور جراح اور طبیب کی حیثیت سے اپنے فن سے کماتی بھی تھیں۔ فی سبیل اللہ علاج ومعالجہ کی خدمات تو غزوات، مہمات تک ہی محدود ہوسکتی تھیں کیونکہ وہ طبّی خدمات کیلئے تو جنگ میں شریک ہوتی تھیں، لیکن زمانہ امن وامان اور عام حالات میں علاج معالجہ ایک پیشہ ورانہ ذریعہ آمدنی ہے۔ روایات سیرت وتاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جاہلی اور اسلامی دونوں ادوار میں خواتین طبابت سے آمدنی حاصل کرتی تھیں۔ گھریلو ادوار یا علاج معالجہ کا ایک عام فن بھی تھا، اور بہت سی خواتین عصر اپنے مردوں کی مانند بسا اوقات فوری علاج کی خدمات انجام دے لیتی تھیں۔ یہ ہر ایک گھر کی کہانی تھی۔ بعض مثالیں ان کی تائید میں پیش ہیں: حضرت ام سنان بہت اہم جراح وطبیب تھیں۔ "ان کے پاس ان کے خاندان کی ایک خاص دوا تھی جس سے وہ زخمیوں اور بیماروں کا علاج کرتی تھیں اور وہ ٹھیک ہو جاتے تھے۔[29]

رسول اکرم ﷺ کی آخری بیماری میں حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے آپ کے دہن مبارک میں کھلی اور تیل کی بنی ہوئی دوا ڈالی تھی[30]۔ یہ خاص طبّی نسخہ ان دونوں خواتین عصر نے اپنے قیام حبشہ کے زمانے میں سیکھا تھا۔[31]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے غزوہ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے زخموں سے بہتے ہوئے خون کا علاج کیا تھا۔ انہوں نے چٹائی کے ایک ٹکڑے کو جلا کر اس کی راکھ زخموں پر رکھ دی تھی اور خون بند ہو گیا تھا۔[32]

سیرت طیبہ سے میسر آنے والی ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا طب وجراحت یا موجودہ اصطلاحات کے مطابق نرسنگ، سرجری اور دیگر طبّی شعبوں میں خدمات انجام دینا درست ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں علاج معالجے کے جو طریقے رائج تھے، ان کے حوالے سے عورتوں کی کوشش بھرپور ہوتی تھیں۔ آج کے زمانے میں نرسنگ اور سرجری وغیرہ میں عورتیں حصہ لیں تو عین عہد نبوی ﷺ میں عورتوں کی اس شعبے میں شرکت کی پیروی ہے۔ طب وجراحت کے حوالے سے عورتوں کے کردار کی موجودہ زمانے میں اہمیت اور بھی زیادہ ہے۔ اب طرح طرح کے طبّی مسائل پیدا ہو گئے ہیں، جن کیلئے مرد ڈاکٹرز کی خدمات ناکافی ہیں، نیز خواتین سے متعلق بہت سے مسائل میں بھی عورتیں کی بہتر رہنمائی خواتین ماہرین طب وجراحت وغیرہ ہی کرسکتی ہیں، مرد ڈاکٹرز اور نرس نہیں کر سکتے۔ پھر بہت سے مسائل میں خواتین ماہرین طب کی موجودگی ہی اس بات کو یقینی بنایا جاسکتا ہے کہ مریض عورتیں اپنے پردے اور عفت وحیا کو برقرار رکھتے ہوئے مردوں کی بجائے صرف عورتوں سے علاج کروائیں۔

مشاطگی:

عہد رسالت اور عہد خلفاے راشدین کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خواتین میں زیب وزینت اور آرائش وزیبائش کا

رجحان موجود تھا، بلکہ متعدد خواتین ایسی تھیں جو اس فن میں مہارت رکھتی تھیں، اور دوسری خواتین کو سجاتی سنوارتی تھیں۔ دلہنوں اور دوسری خواتین کی زیب و زینب اور آرائش کے لیے ایک خاص طبقہ تھا، جو عام و خاص مواقع پر مشاطگی کرتا تھا۔ یہ اپنے فن کی ماہر عورتیں تھیں۔ زیبائش میں وہ بالوں کو سنوارنے کا کام بھی کرتی تھیں۔ ام غیلان دوسیہ کے بارے میں آیا ہے:

لَهَا ذِكْرٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ اَدْرَكَتِ الْاِسْلَامَ عُمَرَ بْنَ خَطَّابِ اِمْرَأَةٌ مِنْ دَوْسٍ كَانَتْ تَمْشِطُ النِّسَاءَ۔[33]

ترجمہ: جاہلیت میں ان کا ذکر ہے انھوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور حضرت عمر بن خطاب سے ملاقات بھی کی۔ ان کا تعلق قبیلہ دوس سے تھا۔ یہ عورتوں کا بناؤ سنگھار کرتی تھیں۔

اسماء بنت یزید اشہلہ کے حوالے سے آیا ہے:

اَحَدُ نِسَاءٍ مِّنْ بَنِي الْاَشْهَلِ قَالَتْ: اِنِّي قَيَّنْتُ عَائِشَةَ لِرَسُوْلِ ﷺ۔ یہ بنو عبد الاشہل کی ایک خاتون ہیں، بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کیلئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مشاطگی کی تھی۔[34]

ان مثالوں سے موجودہ زمانے کی کواتین بیوٹیشنز اور بیوٹی پارلر سے متعلق صنعت کا جواز نکلتا ہے۔ موجودہ دور میں اس کی اہمیت اس لحاظ سے بھی خصوصی ہے کہ خواتین میں آرائش و زیبایش کے بڑھتے ہوئے رجحان کی بدولت، مرد مشاط اور بیوٹیشنز بھی اس شعبے میں آ شامل ہوئے ہیں، جو بد قسمتی سے خواتین تک کی آرائش و زیبائش کرنے لگے ہیں، جو ظاہر ہے کہ اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ لہذا عورتوں کی ایک قابل لحاظ تعداد کی اس شعبے سے وابستگی ضروری ہے تاکہ عورتوں کی زیبایش کا کام عورتیں ہی کریں مسلم خواتین کے حوالے سے تصور عفت و حیا پر حرف نہ آئے۔

موسیقی:

انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے دین اسلام نے خاص حدود و قیود اور شرائط کے ساتھ مخصوص طریقوں سے خوشی منانے کی اجازت دی ہے اور اس میں دف اور گانا بجانا وغیرہ شامل ہے۔ آں جناب ﷺ کا فرمان ہے:

اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ۔[35]

ترجمہ: نکاح کے معاملہ کا اعلان کرو، اور اس کو مسجد میں کیا کرو، اور بوقت نکاح دف بجایا کرو۔

عرب سماج میں مختلف موقعوں پر مختلف طریقوں سے منانے کا رواج پایا جاتا تھا۔ غمی کے مواقع پر نوحہ پڑھنے اور خوشی کے موقعوں مثلاً شادی، بیاہ اور عیدین وغیرہ کے مواقع پر گانے بجانے کی روایات ملتی ہیں۔ عرب معاشرے میں ایک خاص طبقہ نسواں تھا جو گانے بجانے کے پیشہ سے وابستہ تھا۔ اسلامی معاشرے میں بھی بعض عورتیں گانے بجانے کا کام کرتی تھیں اور خوشی کے مواقع پر دف وغیرہ بجا کر گانے گاتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت ہے:

اِنَّهَا زَفَّتْ اِمْرَأَةً اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمْ۔[36]

ترجمہ: انھوں نے ایک لڑکی کی شادی ایک انصاری صحابی سے کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک عائشہ! تمہارے پاس لہو(دف بجانا) نہیں تھا، انصار دف کو پسند کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے لفظ وصوت پر مبنی لقمہ سنا، اس کے ساتھ بچوں کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔ آپ ﷺ نے اُٹھ کر ملاحظہ فرمایا تو ایک حبشی خاتون کو گاتے ہوئے دیکھا، جس کے گرد بچے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر وہ منظرِ موسیقی دکھایا اور وہ آپ ﷺ کے شانہ مبارک پر اپنی تھوڑی رکھے ہوئے اس وقت دیکھتی رہیں جب تک سیر نہ ہو گئیں۔[37]

عرب میں گانا بجانا ایک مستقل پیشہ تھا جس سے لونڈیاں اور کنیزیں وابستہ تھیں۔ وہ اپنے آقاؤں کی مرضی کے مطابق اس پیشہ سے متعلقہ کام کرتی تھیں۔ ہر صاحب ذوق واستطاعت عرب کی پروردہ مغنیات ہوتی تھیں جوان کی ملازمہ ہوتی تھیں یا بازار سے پیشہ ور گانے والیوں کی خدمات حسب ضرورت حاصل کرلی جاتی[38]۔ غزوۂ بدر میں قریش اپنے ساتھ پیشہ ور گانے والیاں لائے تھے۔

ان مثالوں سے ان گانے اور گانے والیوں کے نغمات کا جواز نکلتا ہے، جو فحش اور گناہ کے کام سے بچیں اور ایسے نغمات سے لوگوں کو محظوظ کریں جو اچھے اور خوب صورت کلام پر مبنی ہوں۔ واضح رہے کہ اس ضمن میں موجودہ زمانے کے بے ہودہ نغمے اور نغمہ گو خارج از بحث ہیں۔ وہ کلام اور طرز ادائیگی وگائیکی جو اسلام کے تصور حیا کے لیے نقصان دہ ہو، ممنوع ہے۔

حاضنہ یا انا:

کمسن بچوں اور بچیوں کی دیکھ بھال اور پرورش کیلئے عرب سماج میں عورتوں کا ایک خاص طبقہ حاضنہ (انا) کا بھی تھا۔ ان میں باندیوں کے علاوہ اجرت پر کام کرنے والی آزاد عورتیں بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی انا حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اس باب میں شہرت وعزت رکھتی تھیں۔ ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند گرامی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہا کی بھی ایک دائی انا اور کھلائی تھیں جن کا ذکر حدیث کی کتابوں میں آتا ہے۔

آج کے زمانے کی آیا اور معاوضے پر بچوں کی دیکھ بال کا کام انجام دینے والے خواتین کا کام حاضنہ اور انا ہی کا ہے۔ یہ بھی شرعی لحاظ سے درست ہے۔

فوجی خدمات:

شریعت نے ریاست کے دفاع اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اگرچہ عورتوں پر نہیں ڈالی لیکن اس کے باوجود وہ دین اللہ کی سربلندی کیلئے اور اسلامی ریاست کی حفاظت کیلئے مردوں کے ساتھ میدانِ جنگ میں چلی جاتیں تاکہ کافروں کی سرکوبی میں اپنا کردار ادا کریں، لیکن ان کی اس خدمت کی وجہ یہ نہیں تھی کہ جہاد یا مدافعت میں حصہ لینا عورتوں پر اس طرح فرض ہے، جس طرح مردوں پر فرض ہے لیکن اس کے باوجود رسول اکرم ﷺ نے متعدد خواتین کو غزوات میں شرکت کی اجازت فرمائی۔ بہت سی بہادر مسلم خواتین

کا ذکر تاریخ میں موجود ہے جو اپنے بھائیوں، شوہروں اور باپوں کے ہمراہ ریاست کی حفاظت کیلئے نکلیں اور بڑی جرأت کے کارنامے سرانجام دیے۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جنگ اُحد میں نبی اکرم ﷺ کے دفاع کے مردوں کی سی ثابت قدمی اور بے باکی کا مظاہرہ کیا۔ان کے بارے میں روایات میں آیا ہے کہ وہ زخمیوں کی مدد کرنے اور ان کو پانی پلانے کے ارادے سے مجاہدین کے ساتھ وہ سویرے ہی میدان کی طرف روانہ ہوگئی تھیں۔ان کے بیٹے نے کہا کہ ان کے ساتھ پٹیاں تھیں جو زخمیوں کی مرہم پٹی کیلئے انہوں نے تیار کر رکھی تھیں چنانچہ انہوں نے میرے زخم کو بھی ایک پٹی سے باندھا۔[39]

شدید زخمی ہو جانے اور بارہ زخم لگنے کے باوجود انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حمراء الاسد جانے کیلئے پیش کیا، لیکن بہت زیادہ خون بہہ جانے کے سبب وہ کمزور ہوگئی تھیں اور نہ جا سکیں۔جب رسول اللہ ﷺ حمراء الاسد سے واپس آئے تو آپ ﷺ فوراً ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی خیریت دریافت کرنے گئے، آپ ﷺ انہیں صحت مند دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔جنگ اُحد کے علاوہ آپؓ نے خیبر، حنین اور یمامہ کی جنگوں میں بھی حصہ لیا، جنگ یمامہ میں آپ اپنے ہاتھ سے محروم ہوئیں اور تلواروں اور تیروں کے بارہ زخم آپ کو لگے [40]۔حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ دَاوِی الْجَرْحِیَ اَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰی۔[41]

ترجمہ: میں سات غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئی۔ان کے سامان کے ساتھ رہتی۔میں ان کے لئے کھانا تیار کرتی، زخمیوں کا علاج کرتی اور بیماروں کی تیمارداری کرتی تھی۔

ام سنان اسلمیہ کا تعلق بنو اسلم کے قبیلہ سے تھا جو بنو غفار کا حلیف تھا۔یہ طبیب و جراح تھیں اور اس حیثیت سے انہوں نے جنگوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا، تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ اس سفر میں چلوں میں مشکیزوں کی سلائی کروں گی، مریضوں اور زخمیوں کا علاج کروں گی، بشرطیکہ کوئی زخمی ہو اور اللہ کرے کہ کوئی زخمی نہ ہو اور خیموں اور سامان کی حفاظت کروں گی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ تم بھی چلو، تمھاری کئی سہیلیوں نے اس بارے میں مجھ سے بات کی ہے اور میں نے انہیں اجازت دے دی ہے۔ان میں سے بعض کا تعلق تمہاری قوم سے ہے، بعض کا دیگر سے تم چاہو تو اپنی قوم کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور چاہو تو ہمارے ساتھ اپنی قوم کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔میں نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوں گی۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم میری بیوی ام سلمہ کے ساتھ ہو جاؤ۔سنان بیان کرتی ہیں: میں اس سفر میں حضرت ام سلمہ کے ساتھ تھی۔[42]

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ :كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ نَسْقِي وَنَدَاوِى الْجَرْحٰى نَرُدُّ الْقَتْلَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔[43]

ترجمہ: وہ کہتی ہیں کہ غزوات میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں، پانی پلاتی تھیں، زخمیوں کا علاج کرتیں اور مقتولین کو اٹھا کر مدینہ لاتیں۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو (غزوۂ احد) میں دیکھا کہ وہ کپڑے اٹھائے ہوئے تھیں اور ان میں ان کی پنڈلی کی پازیب کو دیکھ رہا تھا وہ دونوں مشکیں اپنی پشت پر لاد کر لاتی تھیں اور انہیں لوگوں کے منہ میں ڈالتیں، پھر لوٹ جاتی تھیں اور مشکیں بھر کر لاتی تھیں اور مجاہدین کے منہ میں ڈالتی تھیں۔[44]

بہت سی احادیث ظاہر کرتی ہیں کہ نہ صرف نبی اکرم ﷺ کی بیویاں بلکہ دیگر صحابہ کرام کی بیویاں بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ میدان جہاد میں جاتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور بہت سی دوسری انصاری صحابی عورتوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بہت سی جنگوں میں شرکت کی۔ مسلمان عورتیں یہ تمام کام صرف اللہ رب العزت کی خوشنودی کے لیے رضاکارانہ طور پر سرانجام دیتی تھیں۔ وہ مجاہدینِ اسلام کی خدمت کرنا، ان کی مدد کرنا اور ان کے ہمراہ اپنے آپ کو بہت بڑا اعزاز سمجھتی تھیں۔ الغرض تاریخ اسلامی یہ ثابت کرتی ہے کہ خواتین نے جنگوں میں حصہ لیا اگرچہ خواتین پر جہاد فرض نہیں قرار دیا گیا لیکن حضور نبی اکرم ﷺ نے حالات کے پیش نظر خواتین کو جنگ میں شرکت کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کی اس اجازت کے پیچھے بہت حکمتیں پوشیدہ تھیں۔ اس اجازت کے خواتین کی حوصلہ افزائی کرنا مقصود تھا اور خواتین کے جذبۂ دین کی خدمت کا احترام کرنا تھا، لہٰذا خواتین نے مختلف جنگوں میں شرکت کی اور مختلف نوعیت کی خدمت سرانجام دیں بلکہ بعض اوقات حالات و ضروریات کے مطابق خواتین نے جنگ کے میدان میں بھی اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا۔

یہ مثالیں اس حقیقت کو عیاں کرتی ہیں کہ عورتون کو جنگوں میں حصہ لینا اور فوجی خدمات سرانجام دینا شرعانہ صرف جائز بلکہ مطلوب ہے۔ مسلم خواتین کو اسلام اور اپنے ملک کی حفاظت کے لیے فوجی خدمات سرانجام دینی چاہییں، یہ خدمات مختلف نوعیت کی ہو سکتی ہیں، جن میں جنگوں میں براہ راست شرکت بھی ہو سکتی ہے اور زخمیوں کا علاج معالجہ اور مختلف حوالوں سے ان کی مدد بھی۔

خلاصہ بحث:

سیرت طیبہ ﷺ کے پیش کردہ حقائق و نظائر اس حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کے نقطہ نظر سے عورت کا بوقتِ ضرورت گھر سے باہر کوئی کام کرنا یا ملازمت وغیرہ اختیار کرنا شرعا معیوب نہیں۔ اس کو عیب سمجھنے والے شریعتِ اسلامیہ اور سیرت طیبہ سے ناواقف ہیں۔ عورتیں حدود و قیود اور حجاب و حیا کے تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر کوئی بھی ملازمت یا کاروبار کر سکتی ہیں۔ ان کو اجازت ہے کہ بہ وقت ضرورت معاشی سرگرمیوں میں حصہ لے کر اپنے خاندانی کو معاشی حوالے سے سپورٹ کریں۔ وہ تجارت اور کاروبار بھی کر سکتی ہیں صنعت و حرفت اور مزدوری و محنت بھی۔ کاشت کاری بھی کر سکتی ہیں اور کتابت و خیاطت بھی۔ کپڑے بننے کا پیشہ بھی اختیار کر سکتی ہیں اور طبابت کو جراحت کا بھی۔ انا کی خدمات بھی انجام دے سکتی ہیں اور فوجی خدمات بھی۔ مختصر یہ کہ عورتیں ہر وہ کام کر سکتی ہیں، جو شرعاً ممنوع نہیں۔ البتہ ان سب کاموں میں ان کے لیے لازم ہو گا کہ وہ عفت و حیا کے حوالے سے کوئی سمجھوتا نہ کریں اور ان حدود و قیود کا خیال رکھیں، جو اسلام نے ایک عورت کے لیے مقرر کر رکھے ہیں۔

حوالہ جات

[1] النساء4 :32

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر ،الاصابہ فی تمییز الصحابہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1418ھ، ج4، ص319

[3] علی بن محمد ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن، ج7، ص212

[4] صدیقی، ڈاکٹر یٰسین مظہر، نبی اکرم ﷺ اور خواتین، میٹروپرنٹرز، لاہور، 2011ء، ص11

[5] محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دارصاد، بیروت، 1388ھ، ج8، ص210

[6] ایضاً، ج8، ص311

[7] اسد الغابہ، ج5، ص432

[8] ایضاً، ج5، ص459

[9] القشیری، مسلم ابن حجاج، الجامع الصحیح، قدیمی کتب خانہ، کراچی، کتاب الحیض، باب طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ، ص66

[10] بخاری، ابواسماعیل محمد بن عبداللہ، الجامع الصحیح، قدیمی کتب خانہ، کراچی، کتاب الزکاۃ، باب الصدقہ علی موالی ازواج النبی ﷺ، رقم الحدیث1492

[11] اسد الغابہ، ج5، ص485

[12] ایضاً، ج5، ص494

[13] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب النجار، 2094، 2095

[14] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح، 4274

[15] بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشرف، ج1، ص513-514

[16] ابی داؤد، سلیمان ابن اشعث، السنن، کتاب الطلاق، باب فی المبتوتہ تخرج بالنہار، رقم الحدیث2297

[17] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، رقم الحدیث5224

[18] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب قول اللہ تعالیٰ: فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض، 938

[19] بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشرف، ج1، ص543

[20] یٰسین مظہر صدیقی، نبی اکرم ﷺ اور خواتین، ص151

[21] ابو داؤد، السنن، کتاب الطب، باب فی الرقی، رقم الحدیث3887

[22] فتح الباری، ج10، ص360-361

[23] صدیقی، ڈاکٹر یٰسین مظہر، عہد نبوی میں تمدن، میٹروپرنٹرز، لاہور، 2011ء، ص460

[24] محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج10، ص280

[25]اسد الغابة فی معرفة الصحابه، ج7، ص226

[26]صدیقی، عہد نبوی میں تمدن، ص294

[27]صدیقی، نبی اکرم ﷺ اور خواتین، ص143

[28]ابن حجر، احمد بن علی، عسقلانی، الاصابه فی تمیز الصحابه، ج4، ص251

[29]الواقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی، ج1، ص687

[30]بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب الحدود، رقم الحدیث5712

[31]احمد بن یحیی بلاذری، انساب الاشرف، ج1، ص546

[32]ایضاً، ج1، ص324

[33]الاصابه فی تمیز الصحابة، ج4، ص252

[34]اسد الغابه فی معرفة الصحابه، ج7، ص18

[35]محمد بن عیسی ترمذی الجامع الکبیر، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1996ء، کتاب النکاح، باب ما جاء فی اعلان النکاح، رقم الحدیث1081

[36]بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب النبوة التی یهدین المرأة لی زوجها ودعاءهن با لبرکة، رقم الحدیث5162

[37]ترمذی، محمد بن عیسی، امام، الجامع الکبیر، کتاب المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن خطاب، رقم الحدیث1625

[38]عہد نبوی میں تمدن، ص777

[39]محمد بن سعد، الطبقات الکبیر، مکتبة الخانجی، قاہرہ، س۔ن، ج10، ص276

[40]ابن سعد، طبقات، ج7، ص301-304

[41]مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب عدو غزوات النبی ﷺ، رقم الحدیث2175

[42]الطبقات الکبیر، ج10، ص276

[43]البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب: مداواة النساء الجرحی فی الغرور، رقم الحدیث2882

[44]مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة النساء مع الرجال، رقم الحدیث3178

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.